ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ ہدایت مقالہ

ادلۂ کاملہ

بجواب دس سوال مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کے جنکا اشتہار و عوض انکے جواب کا دیا تھا

مقلدین حنفیہ سے انکا جواب طلب فرمایا ایک عالم دیندار باوقار نے بطور جواب الزامی

و تحقیقی تحریر کیا ہر سوال کا جواب دندان شکن دیا واسطے ہدایت

اہل اسلام کے باہتمام رشید احمد غفراللہ ولوالدیہ

محمد عبد الرحمن تربیت یافتہ

محمد مصطفیٰ خان مغفور

سے

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد خاتم النبیین وآلہ واز
وصحبہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ احقر زمن بندہ محمود حسن دیوبندی حضرت مشتہر جناب مولوی
محمد حسین صاحب مشتہر اشتہار مطبوع سفیر ہندوستان امرتسر کی خدمت میں یہہ گذارش کرتا ہے کہ
اس چھوٹے منہ پر بڑی بات کا ارادہ تھا تو امام ابی حنیفہؒ ہی پر کیوں قناعت فرمائی
آپکی بلند پروازی کے لئے ہنوز گنجائش بہت تھی صحابہؓ رسول اللہ صلعم سے گذر کر جناب باری
تک پہنچنا تھا کام بھی بڑا ہوتا نام بھی بڑا ہوتا آپ شتر دیدہ کی طرح تیز ہیں ہم آپ سے قطع حجت و دیانت
و انصاف کے طالب ہیں ورنہ پھر آپ ہونگے اور ہم ہونگے ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپکا دامن روز جزا خدا اور
رسول خدا ہونگے اور یہہ مقدمہ پیش ہوگا زیادہ کیا عرض کیجئے۔ جناب من اب تک ہم بوجہ
بے تعصبی خاموش ہے آپ میدان سنسان پاکر ہاتھ پاؤں ہلانے شروع کئے اب آپکی چھیڑ
کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اشتہار جاری ہونے لگے۔ اس فتنہ انگیزی پر کوئی کہاں تک چپ رہے
اسلئے بسر دست ہم بھی کچھ کچھ عرض کرتے ہیں اسکے بعد بھی اگر آپ ہاتھ پاؤں ہلائینگے تو پھر ہم بھی
انشاء اللہ ہاتھ دکھائیں گے ورنہ خیر ہم خود اہل اسلام کی نزاع فیما بین کو پسند نہیں کرتے
آپ اوروں کے ہر دعوے پر جب نص صریح متفق علیہ کے طالب ہیں تو اپنے دعوے کے لئے اگر ایسی دلائل سے بڑھکر
نہیں تو ایسی تو بالضرور ہی آپنے لکھ رکھی ہونگی اسلئے بردی انصاف و قواعد مناظرہ اول آپکو یہہ لازم تھا کہ
اپنے مطالب کو بطور مسند الیہ ثابت فرماتے پھر کہیں کسی اور سے الجھنے کو تیار رہتے اور ہمکو بھی اسوقت جواب دینا مناسب
تھا مگر بوجوہ چند در چند اس کشمکش میں پھنسکر اپنے اوقات کا خون کرتا ہوں پر یہہ عرض کئے دیتا ہوں

بسبب ترود تحمیں روایات کا پتا بتائے دیتا ہوں اگر آپ نے مطالب کے لئے نصوص صریحہ لائیں گے اور انکی
صحت باتفاق ثابت کر دکھلائینگے تو پھر ہم بھی انشاء اللہ اسباب میں قلم اٹھائینگے اور یہہ بھی آپکو بتلائینگے
کہ کونسی مطالب کو کس درجہ کا ثبوت درکار ہے یعنی تواتر و صحت و حسن و ضعف وغیرہ مراتب روایات میں سے کونسی بات کس
مطلب کے لئے درکار ہے اسلئے اسباب کو تو ابھی یون ہی رہنے دیجئے اپنے اعتراضوں کا جواب سن لیجئے ۞

دفعہ اول آپ ہم سے رفع یدین نکرنے کی حدیث صحیح متفق علیہ مانگتے ہیں جو دربارۂ عدم
رفع نص صریح بھی ہو ہم آپ سے دوام رفع یدین کی نص صریح حدیث صحیح متفق علیہ کے
طالب ہیں اگر ہو تو لائیے اور دس کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ کچھہ تو شرمائیے اور یہہ بھی نہو
تو آپ آخری وقت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں کسی نص سے آپکا رفع یدین کرنا ثابت
کیجئے اور دس کی جگہہ بیس لیجئے اور نہو سکے تو پھر کیسے سامنے منہ کیجئے زیادہ وسعت چاہیے تو
ہم صحیح کی بھی قید نہیں لگاتے چہ جائیکہ متفق علیہ ہو اگر اسپر بھی آپ سے کچھہ نبن آئے
تو پھر آپ ہی فرمائیں کہ اب متبع حدیث و سنت کون ہے آپ یا ہم۔ درصورتیکہ دوام رفع
اور آخر وقت میں رفع کسی حدیث سے ثابت نہوا تو بقاء و نسخ رفع سے احادیث رفع ساکت
ہونگی اور اس سبب سے احادیث نسخ و ترک رفع کی معارض نہونگے جو آپکو یہہ گنجایش ملے کہ احادیث
رفع کو احادیث ترک پر ترجیح دینے کیواسطے آمادہ ہوں مگر اس صورت میں حنفی متبع حدیث ہونگے
اور آپ اپنی رای کے تابع اور اتنی بات آپ بھی جانتے ہی ہونگے کہ احادیث ترک رفع
بال آپکی رای نارسا اور اجتہاد نارسا سے کہیں بہتر ہیں مگر یہہ یاد رہے کہ ترک اُن احادیث
ان جیسی صرف فعل نہیں بلکہ موقوف بعد رواج ہے جس سے نسخ رفع عیاں ہے ۞

دفعہ دوم آپ ہم سے اخفاء آمین مین احادیث صحیحہ متفق علیہا کے طالب ہین جو نص صریح بھی ہون ہم آپ سے نص صریح حدیث صحیح جہر کے طالب ہین اگر ہون تو لائیے اور دس کے بدلے بیس لیجائیے ورنہ پھر یہ بات بہ پایۂ ثبوت نہ لائیے اور زیادہ وسعت کی طلب ہے تو آخری وقت نبوی صلعم ہی مین آپ سے جہر کا ثبوت دیجئے اور دس کے بدلے بیس لیجئے ورنہ تم ہی فرماؤ متبع حدیث کون ہے ہم یا تم درصورتیکہ احادیث جہر دوام جہر پر دال نہین آخری وقتین جہر پر کوئی حدیث دلالت نہین کرتی تو پھر اصل مین بقاء جہر و نسخ جہر دونون احتمال برابر ہوئے اسلئے احادیث جہر احادیث اخفاء و ترک جہر کی معارض ہوئین بلکہ بقاء و نسخ دونون سے ساکت نکلین پس عمل اُن پر واجب نہین تو اولے تو ضروری ہوگا کیونکہ احادیث اخفاء نسخ جہر پر نہین تو اولویت اخفاء پر تو ضروری دلالت کرتی ہین خاصکر جب یہہ لحاظ کیا جاے کہ انکم لا تدعون اصم ولا غائبا او کما قال وغیرہ نصوص اخفاء دعا کی افضلیت پر دلالت کرتی ہین اسوجہ سے حنفی متبع حدیث ہونگے اور آپ تابع راے نارسا مصرعہ

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛

دفعہ سوم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہین جو زیر ناف ہاتھ باندھنے پر بطور نص دلالت کرین اور پھر صحیح بھی ہون اور صحیح بھی کیسی متفق علیہ ہم آپ سے اُن احادیث کے طالب ہین جنسے تو سینہ اور تمیم نکلتی ہو یا سوا زیر ناف کسی خاص مقام پر دوام ہو اگر ہون تو لائیے اور دس نہین بیس لیجائیے ورنہ پھر بات بنائیے بلکہ باز آئیے اور سمجھ جائیے کہ حنفیون کی بات کے سمجھنے نہین اور اگر آپکو ابو داؤد وغیرہ کی کسی خاص نسخہ پر نظر ہے تو بعد تسلیم صحت کے جو آپکے ہان عمل کے لئے شرط لگائی گئی ہے

اثبات کو اول ثابت فرمائی کہ وہ نسخ احادیث زیر ناف ہاتھہ باندھنے کی نسبت
کیونکر معارض ہے جو متروک ہو جائین اور اس بحث مین حنفیہ کے نزدیک بھی روایات
صحیحہ مرفوعہ و موقوفہ موجود ہین جسکو شوق تفصیل ہو رسالہ ملا ہاشم سندی و ملا قائم
سندی ملاحظہ کرلے ؛

دفعہ چہارم آپ ہم سے اُن احادیث کے طالب ہین جنسے خاص مقتدیون کو
ممانعت قرأت ثابت ہو - ہم آپ سے اُس حدیث کے طالب ہین جس سے مقتدیون
کو امر وجوب قرأت بطور نص نکلتا ہو اور پھر وہ حدیث صحیح بھی ہو اور صحیح بھی کیسی
متفق علیہ بھی ہو اگر ہو تو لائیے اور وہ نہین پیش لیجائیے پر حدیث عبادہؓ جو ترمذی
مین مرقوم ہے اُس کیطرف توجہ فرمائیے اول تو وہ صحیح نہین اور کسی نے صحیح بھی کہدیا
اس سے اتفاق ثابت نہین ہو سکتا جو آپکی شرائط مقبولہ مین سے ہے علاوہ برین
آپ حدیث مانگتے ہین ہم اول قرآن کی آیہ عرض کرتے ہین واذا قری القرآن
فاستمعوا لہ وانصتوا اور پھر یہہ عرض کرتے ہین کہ یہہ دلیل وہی ہے جسکو حضرت
ابو ہریرہؓ اور حضرت امام شافعیؒ بھی مان گئے ہین جو تمام جہان مین ایجاب قرأت علی المقتدی
مین مختار ہین یہ ہی وجہ ہے کہ ایکصاحب تو تتبع سکتات امام کی تکلیف دیتے ہین
اور ایکصاحب فاتحہ اور سورہ کے درمیان سکتۂ طویلہ نکالتے ہین اگر مخالفت آیہ کا کھٹکا نہ تھا
تو پھر ماخذ وجوب قرأت فاتحہ علی المقتدی تو خود ہی مطلق اور عام تھا اس تجویز غیر مروی
کی ضرورت کیا تھی - اب آپکی خدمت مین یہہ گذارش ہے کہ یا تو آپ کسی حدیث صحیح

صحیح متفق علیے صحابہ سی چوڑ ضعیف ہی سی سکتہ طویلہ درمیان فاتحہ و سورت کے یا
مطلقاً ہر رکعت مین ثابت فرمائین اور دلیل نہین پیش لیجائین۔ یا تتبع سکتات امام ہی کسی
روایت مرفوع سی ثابت فرمائین صحیح نہو ضعیف ہی روایت سہی پر اتنا تو ہو کہ اجتہاد
صحابی کا احتمال نرہی پہر ہم سی دلیل نہین بیس لیجئی ورنہ پھر عدم تحمیل آیۃ کی فکر کیجئی
اور یہہ سمجہہ لیجئی کہ اول تو حدیث غیر متواتر وجوب عمل مین ہمسنگ قرآن نہین ہوسکتی
اور بالفرض لفرض محال ہو ہی بھی تو اگر آپ متبع حدیث ہونگی تو ہم متبع قرآن مصرعہ
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ؛ اسکے بعد اگر آیۃ مین کچہہ تخصیص کرینگے تو
ہم حدیث مین تاویل کرینگے اور بروقت موازنہ آپکو انشاء اللہ معلوم ہو جائیگا
کہ کسکی بات غالب ہو باقی رہی اور احادیث اور سوا ہے انکے اور دلائل اور اتفاق
جم غفیر اُنکو ابھی ہم بھی پیش نہین کرتے یار باقی صحبت باقی ؛
دفعہ خامسش آپ ہم سی وجوب تقلید کی دلیل کے طالب ہین۔ ہم آپ سے
وجوب اتباع محمدی صلے اللہ علیہ وسلم و وجوب اتباع قرآنی کی سند کے طالب ہین
اگر ایک انمین سی دوسری کے لئی وجوب اتباع کی سند ہی تو پہر اوسکی وجوب اتباع
کی کیا سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب الاتباع ہونا اگر قرآن سے
ثابت ہوتا ھے تو قرآن شریف کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا اور قرآن
شریف کا واجب الاتباع ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سی ثابت
ہوا تو رسول اللہ صلعم کا واجب الاتباع ہونا کہان سی ثابت ہوا بجز اسکے کہ

آپ اپنے آپکو یا اپنے اقران و امثال کو مہبط وحی آسمانی قرار دین اور رسول اللہ صلعم کی خاتمیت کو رلا ملا دین اور کوئی تدبیر نہین مگر ہرچہ باداباد آپ ایسی ہی سند غیر معتبر لائین اور وثوق نہین ہیش لیجائین ورنہ ہماری طرف سے یہہ گذارش ہی کہ آپ جس مرطبن سے سند وجوب اتباع نبوی و قرآنی نکالکر لائین گے اُسی موطن سے ہم سند وجوب اتباع امام نکالکر دکہلائین گے ؛

دفعہ سادس ظہر کے وقتین اور عصر کے وقتین صاحبین کا تو وہی مذہب ہی جو ہورا ماسون کا ہے اور امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت یہی ہی اور اسی پر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وغیرہ مین عمل ہی مگر ظاہر الروایت مین امام سے یہہ روایت ہی کہ ظہر مثلین پر ختم ہوتا ہی اور عصر مثلین سے شروع ہوتا ہی خیر ہمکو بوجہ بے تعصبی کسی بات پر اڑ نہین مگر جب آپ بیوجہ لڑنے کو تیار ہین تو بے جواب دئے رہا بھی نہین جاتا ۔

سُنئے موطا امام مالکؒ مین بروایت امام محمدؒ اور بروایت یحیی بن یحیی حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہی جسمین لفظ صل الظہر اذا کان ظلک مثلک والعصر اذا کان ظلک مثلیک موجود ہے ۔ یہہ روایت ہرچند موقوف ہی لیکن بات ایسی ہے جسمین رای صحابی کو مداخلت ممکن نہین اس لئے خواہ مخواہ بالمعنی مرفوع کہنا پڑیگا اور چونکہ اسباب مین جہان مثل و مثلین آتا ہی وہان علاوہ فی الزوال مثل اور مثلین لیا جاتا ہے تو یہان بھی یہ ہی کرنا پڑیگا ورنہ سخت ناانصافی ہے اس صورت مین آپ ہی فرمائین کہ ظہر کی نماز حسب ارشاد حدیث بعد مثل واقع ہوگی یا قبل مثل

مگر جب تک وقت ظہر بعد المثل باقی ہی پہر تو لا جرم شروع عصر بعد المثلین ہوگا کیا عجب ہی کہ اوقات
مین آخر کار تغیر و تبدل واقع ہوا ہو ظہر کا وقت مثل سی منسوخ ہو کر مثلین تک پونہچگیا ہو اور اسکے
سبب زیادتی عصر مین باعث نقصان ہوئی ہو اسلئی مقتضاء احتیاط و تقوی تو یہہ ہی کہ تا مقدور
ظہر مثل سی پہلی پہلی پڑھ لیا جاوے اور اگر اتفاقاً بشریت سی قبل مثل اتفاق نہوا ہو تو بہتر مثلین
ہی سی پہلی پڑھ لے اور عصر ہمیشہ بعد مثلین پڑھا کری اور بظاہر منشاء ظاہر الروایت یہی
ہی اور غور کیجیو تو یہہ بات دور از عقل نہین کیونکہ احادیث اوقات محکم نہین جسمین احتمال نسخ
نہو پہر اسپر روایۃ مشار الیہا موجود جو نسخ کیجانب مشیر ہی تعارض ہوتا تو ہم اونہین
احادیث کو ترجیح دیتی جنسی مثل کو حد فاصل بین الوقتین بنایا ہی مگر جب تک اختلاف وقت
ممکن ہو تو دعوی تعارض کیونکر ثابت ہو سکتا ہی اسلئی یہہ عرض ہی کہ جب ترجیح احادیث
مشار الیہ کی کوئی صورت نہین تو پہر ان احادیث پر عمل کرنے سی کیا انکار ہی کیا آپکی رای
سی یہہ حدیثین گئی گذری اتباع سنت و احتیاط دونون حاصل انکو یک لخت چہوڑ دیجیے
تو پہر عدم اداے فرائض کا کہٹکا سر پر ہان اگر آپکے پاس کوئی ایسی حدیث صحیح موجود ہو جسمین
دوام ادار صلوۃ عصر قبل المثلین نص صریح ہو یا فقط آخری وقت ہی مین ادار صلوۃ عصر
قبل المثلین پر نص صریح ہو اور پہر صحت مین متفق علیہ بھی ہو تو لائیے اور دیر نہین پیش
لیجائیے پر اتنا یاد رکہیے کہ نص و غیر نص کا سمجہنا ہر کسیکا کام نہین سوچ سمجہکر کام کیجیے گا
ورنہ ایسا نہو ع مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ۔

دفعہ سابع تساوی ایمان کے اگر یہہ معنی ہین کہ شدت و ضعف و قوت مین برابر

تو آپ ہی فرما دین کہ یہہ کون کہتا ہی اور اسکی کیا سند ہے اگر ہو تو لائیے اور دس نہین بیس
لیجائیے ورنہ اس تہمت نے اصل سے باز آئیے کچہہ تو خدا سے شرمائیے اور اگر یہہ مطلب ہی کہ جن
باتون پر انبیاء اور ملائکہ کو ایمان ہی انہین باتون پر عوام کو بہی ایمان ہی اس باب مین بہی
عوام انہین کے قدم بقدم ہین تو پہر سوا آپکے اسکا منکر ہی کون ہوگا اگر حنفیون مین اسکا
کوئی منکر ہو تو بتلائیے اور سند دکہلائیے اور دس نہین بیس لیجائیے ورنہ تہمت بیجا سے
باز آئیے کچہہ تو خدا سے شرمائیے زیادہ کیا عرض کرون اگر یون کہون کہ ایمان مقولہ کیف
سے ہی اور کیف قابل قسمت و نسبتہ بذات خود نہین ہوتا جو کمی بیشی مساوات کا امکان ہو
تو آپ بموجب آیات و احادیث مشعرہ زیادت کو پیش کر کے اوقات خراب کرینگے حالانکہ
اُن آیات و احادیث مین جہان زیادتی پر دلالت ہی وہان یہہ بہی دلالۃ ہی کہ وہ
زیادتی باعتبار تزائد احکام و اخبار تہی جو اسوقت بوجہ تجدد نزول وحی ہوتی رہتی تہی
اور آپکے مطلب مقصود نہین باعتبار اصل ایمان تہی یہہ میری گذارش اُن صاحبونکی خدمت مین
ہی جو اس مشرب سے بہی واقف ہین اور فہم و انصاف بہی رکہتے ہین ورنہ اُن صاحبونکی خدمت
کے لئے جیسے اکثر غیر مقلدین تہے وہ اول ہی مضمون کافی ہی وہ صاحب اس مضمون کے
جواب کی تکلیف نہ اٹہاوین مفت حیران ہونگے اور کچہہ کام نچلیگا ؏

دفعہ ثامن عشر جواب تو آپکے اِس اعتراض کا فقط اِتنا ہی کہ شکوہ غیر کی نسبت حنفیون
کا یہ قول ہی نہین در مختار اور شامی موجود ہی اگر آپ سچے ہین تو سند معتبر دکہلائیے اور دس
نہین بیس لیجائیے خدا جانے یہ افترا ہی یا خوبی فہم ہی۔ اگر خوبی فہم ہی تو ترک تقلید کے

لئی عذر معقول ہی مگر ان شاید بعد عذر سہو یا قلت تدبر آپ یہ ارشاد فرمائین کہ منکوحہ غیر نسبی
غیر منکوحہ کی حلت بھی اِسطرح معقول نہین اسلئی یہ گزارش ہی کہ قبل از جواب ایکدو بات سن
لیجئے اور برائی خدا اور انصاف بھی کہیئی ایسی علت مِلک جس سی اُسکا معلول متخلف ہی
نہوسکے بدلائل عقل و نقل وہ قبضہ ہی حدوث ملک اول اسی سی ہوتا ہی اُسکی بعد کہین بیع و شرا
کی نوبت آتی ہی مگر بیع قبل القبض کا ممنوع ہونا پھر اسی بات پر دلیل کامل ہی کہ قبضہ علت ملک ہی
ادہر مہاجرین کو خدا کا فقرا کہنا حالانکہ اکثر صاحب بہت کچھہ چھوڑ گئی تھی وہ بھی اسکی متقضی ہین
نہین کہ علت ملک قبضہ ہی اُسکی اُٹھہ جانی سی ملک گئی تو وہ فقرا کہلائی اور وارث کو ظاہر بین
کی نظر مین قبل القبض مالک ہو جاتا ہی مگر جب یہ لحاظ کیا جاے کہ وارث قائم مقام مورث ہو جاتا ہی اور
بحکم یوصیکم اللہ خدا کیطرف سی یہ تبدیلی ہوتی ہی تو یہ بات خود واجب التسلیم ہو جاتی ہی کہ جیسی
درصورت تبدیلی اجسام ایکی بجائی دیگری فوقیت و تحتیت جو جسم اول کو بہ نسبت فرش و سقف حاصل تھی
بعینہٖ جسم ثانی کیطرف عائد ہو جاتی ہی ایسی ہی اسصورت مین قبضہ مورث بعینہٖ اُسکی طرف خود عائد ہو جاتا
ہی یہ نہین کہ مثل بیع خریدار دوسری کی مال کو اپنی طرف کھینچتا ہی اور اپنی مالک کی قائم مقام کر لیتا ہی یہ فرق
بشرط فہم اسبات کو مقتضی ہی کہ یہان تازہ قبضہ چاہئی اور وہان وہی قبضہ مورث اُس کیطرف
آجاتا ہی اسوقت اتنی بات پر اکتفا کرتا ہون اگر آپ صاحب فہم و فراست ہین تو اتنی ہی بات سی
اصلی باتکو سمجھہ جاوینگی ورنہ آپ کچھہ اعتراض فرماوینگی تو پھر ہم بھی انشاء اللہ آپکو تماشا دکہاوینگی
— دوسری بات یہ ہی کہ جیسی بشہادت خلق لکم ما فی الارض جمیعا مافی الارض قابل ملک بنی
آدم ہین ایسی ہی بدلالت خلق لکم من انفسکم ازواجا وغیرہ عورتین قابل ملک شوہر ہین یہان بھی جب
قبضہ ہوگا تو ملک ہوگی نہین تو نہین — تیسری بات یہ ہی کہ عقد نکاح کو بیع نکہیئی تو اجارہ
کہنا پڑیگا مگر اجارہ کہیئی تو اُس سی بطلان کی لئی یہ ہی کافی ہی کہ نہ اجل معلوم ہی

نکاح محدود پھر جائز ہو تو کیونکر ہو اگر اجارہ ہوتا تو نکاح بطور معروف جائز نہوتا ہوتا تو
متعہ جائز ہوتا اور طلاق یکطرفی اُس اعتاق کے مشابہ ہی جو مالک ہی کیطرف سے ہوتا ہی اور خلع
کا مشابہ کتابت ہونا اسبات پر شاہد ہی کہ یہان بھی ملک ہی ہوگی جو یہہ لین دین ہے
چوتھی بات یہہ ہی کہ جسقدر روح اپنی بدن پر قابض ہی اُسقدر اور کوئی کسی چیز پر قابض
نہین اور اُسیکے قبضہ کے بھروسے اور بھی جاندار وں سے منتفع ہوتے ہین روح کا قبضہ
نہو تو پھر کسیطرح سے انتفاع محال ہی اور ابدان حیوانات مین سے خاصکر بدن انسان کا نافع
ہونا اور بعضی لائق میلان خاطر مال ہونا ایسا ظاہر ہی کہ اور کسیکا نافع ہونا اور مال ہونا ایسا
ظاہر نہین کیونکہ اور چیزین اُسیکی حفظ و ترمیم کے باعث نافع اور مال کہلاتی ہین اسصورت مین
جیسی ارواح کا مالک ابدان ہونا بوجہ اکمل ہوگا ایسی ہی ابدان کا مملوک ارواح ہونا بھی نسبت ارواح کے مالک
ابدان ہونیکے بدرجہ اتم ہوگا کیونکہ مالک ہونیکے لئے قبضہ اور مملوک ہونیکے لئے مالیت چاہیئے جتنی وہ دونون
زیادہ اُتنی ہی یہہ دونون زیادہ مگر چونکہ سوا توالد اور منافع کے حساب سے تو خود
روح اپنی بدن سے منتفع ہوتی ہی تو اُسکو اپنی بدن کی بیع اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی
کہ اُنمین غیر کو استحقاق تملک ہی نہین کیونکہ وہ خاص اُسیکے لئے بنا ہی ان ما فی الارض
بدلالۃ عقل و اشارہ خلق لکم ما فی الارض سبکے لئے ہی اُسکی بیع ہو تو کچھ حرج نہین اور
اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی کہ تذلل بنی آدم اصل مین خدا کے لئے ہی اور عزت بنی آدم
خاص اُسیکا حق ہی یہی وجہ ہی کہ سوال ایک غیر سے ممنوع ہوا چہ جائیکہ اُسکی عبادت پھر
اسصورت مین بوجہ اپنی آپکو کیون ذلیل کیا اور اسوجہ سے بھی ممنوع ہوگی کہ تسلیم مبیع

اور پھر مبیع سی انتفاع شے اعانت بائع یعنی روح متصور نہین اور آپ خود جانتی ہین کہ
بیع اور شرط نا مذ حدیثو نمین ممنوع ہی ان اپنی بدن کے خرید لینے مین البتہ کچھ خرابی نہین
اسلئی بدل کتابت دیکر خرید لینا ممنوع نہوا اگر عورت بحساب نفع توالد جو اُسکی پیدایش سے
خاص غرض ہی اور موافق ارشاد نسائکم حرث لکم مردون کے حق مین اسیلئی مطلوب ہی
اپنی آپ اپنی بدن سی منتفع نہین ہو سکتی یعنی مثلاً آنکھہ ناک سی اپنا کام نکال سکتی ہی پر
پر اپنی رحم سی خود کامیاب نہین ہو سکتی یہہ ممکن نہین کہ مثل مرد خود اپنی آپ سی جماع
کرے اور بچے جنوا لے اس حساب سی عورت مثل جمادات ہی جیسی اُنکے منافع سے
خود اُنکو کچھہ نفع نہین ایسا ہی یہان بھی سمجھہ لیجئی اور ظاہر ہے کہ جمادات مین مملوکیت
بدرجہ اتم ہی کیونکہ مالکیت کا شائبہ بھی نہین اسلئی اگر عورت اپنی رحم کو بیچدی تو نہ اسوجہ
سے کچھہ دقت پیش آتی ہے کہ بنایا تھا خاص اوسکے لئی مثل ما فی الارض جسکی عموم
مطلوبیت پر لفظ تخصیص لکم دلالت کرتا تھا عام نہ تھا پھر بیع کیون کر دیا
کیونکہ رحم اوسکے لئی ہوتا تو خود منتفع ہو سکتی بلکہ بدلالۃ خلق لکم من انفسکم ازواجا اولٹا
مردون کے لئی اوسکا ہونا نکلتا ہی اور نہ اسوجہ سے کچھہ دشواری پیش آتی ہے کہ بیع مین
اپنی توہین لازم آتی ہے کیونکہ مرتبۂ اصلی مین کمی آتی تو توہین لازم آتی جب عورتین
خود مردون ہی کے لئی مخلوق ہوئین تو پھر کیا توہین ہی اور نہ اسوجہ سی کوئی دشواری
کہ بیع مین اپنی اعانت شرط ہوگی جس سی بیع اور شرط کا اجتماع لازم آئیگا جو
بالیقین ممنوع ہی کیونکہ عورتین جب مرد ہی کے لئی مخلوق ہوئین تو پھر اس حساب سے

جیسی جانورون کی ارواح سے کام لینا ممنوع نہین عورتون کی ازواج سے بھی اُن کا مون
کا لینا ممنوع نہوگا جس کے لئے وہ بنائی گئین الغرض شرط اُس امر کی ممنوع ہوتی ہے
جسکا پہلے سے استحقاق نہین ہوتا کیونکہ اِسصورتین ربوا لازم آتا ہے اور جسکا استحقاق
ہوتا ہے اُسکا شرط کرنا ہی فضول ہوتا ہے جیسے بیع مین قبضہ کی شرط کرلیجاوے تو
ایضاح مبہم ہوتا ہے کوئی نئی بات نہین ہوتی ـ پانچوین یہہ بات ہے کہ اگر عورت
و مرد مین تساوی نوعی ہوتی تو تسفل صنفی جسپر آیۂ خلق لکم من انفسکم ازواجا دلالت
کرتی ہے خود اِسبات کو مقتضی تھا کہ مثل حیوانات فقط قبضہ کافی ہوجا ہے اور بیع کی حاجت
نہ پڑے مگر یہہ تساوی نوعی جسکا بقا تا بقاءِ ایمان ہے مانع عروض ملک تھا ـ
شرح اِس معما کی یہہ ہے کہ منفعت توالد تو مرتبہ صنفی سے متعلق ہے اور منافع باقیہ مثل
منفعۂ چشم و گوش و دست و پا وغیرہ اعضا مرتبہ نوعی سے متعلق ہین اور یہہ دونو ن
مرتبے باہم ایسے مخلوط ہین کہ تقسیم کی کوئی صورت نہین پھر اُسپر طرّہ یہہ کہ جسم نسوانی
جن سے یہہ منافع متعلق ہین اصل مین اُنکا مقبوض ہے جن سے اُنکا مالک ہونا ظاہر ہوگیا
ہے رہی یہہ بات کہ خود عورتین اپنے رحم و فرج سے منتفع نہین ہوسکتین اِس سے
در بارہ ملک اعضاء تناسل کچھہ حرج نہین ہوسکتا ورنہ یہہ معنی ہون کہ خداوند غنی
عن العالمین کسی چیز کا بھی مالک نہین اِسلئے بعد تحقق قبضہ تام مالکیۂ نسا اور مملوکیۂ
اعضاء تناسل کا اقرار لازم ہے اور پھر بوجہ ارشاد خلق لکم من انفسکم ازواجاً
اور نیز بدلالت انتفاع مرد بطور فاعلیت مردونکا نسبت زنان بحیثیت منفعۂ مذکورہ

مالک ہو سکتا ممکن ہوا اور عورتوں کا بہ نسبت مردوں کے بحیثیت منفعت مذکورہ مالک ہونا ممکن
نہوا کیونکہ غرض ملک علو مرتبہ مالک اور تسفل مرتبہ مملوک کا خواستگار ہے تعاکس مراتب
مین یہہ بات متصور نہین اسلئے بیع کی ضرورت پڑی اور مہر ثمن مین مقرر ہوا ہان تقسیم
ممکن ہوتی تو یہہ بھی متصور تھا پر کیا کیجے یہہ مشاع نے تقسیم صحیح نہ تھا باقی رہے
رسول اللہ صلعم اونکے لئے ہبہ کا جواز بایں معنی ہے کہ آپ اصل مین بعد خدا مالک عالم ہین
جمادات ہون یا حیوانات بنی آدم ہون یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب [illegible] گئے
اور فہیم ہو گئے تو شاید ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دین ۔ القصہ آپ اصل مین مالک
ہین اور یہہ ہی وجہ ہے کہ عدل و مہر آپکے ذمہ واجب نہ تھا اور بقیہ مراعات نکاح و شرائط
نکاح اور بات پر مبنی تھی بالجملہ تا بقاء ایمان انتفاع منافع نکاح کے لئے بیع کی
ضرورت ہے ہان درصورت زوال ایمان بحکم اولئک کالانعام بل ہم اضل انسان مرتبہ
نوعی سے گر کر زمرۂ انعام مین داخل ہو جائیگا اور مثل انعام بمجرد قبضہ تام ملک مین آجائیگا
اور کیون نہو بدلالت وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت بنی آدم کی حق مین
اصل فطرت اور مقتضای طبعی ہوگی کیونکہ جیسے آنکھ دیکھنے کے لئے ہے اور کان سننے کے
لئے آگ جلانے کے لئے اور پانی بجھانے کے لئے اور یہہ اغراض ان اشیاء کے حق
مین مقتضار طبعی ہین ایسی ہی یہان بھی چاہئے آدمی عبادت کے لئے بنا ہے تو
پھر عبادت اُس کے حق مین ایک مقتضار طبعی ہوگی مگر یہہ ہے تو پھر عبادۃ اوس کے
حق مین خاصہ بھی جائیگی کیونکہ امور طبعیہ منجملہ خواص اشیاء ہوا کرتی ہین اسصورت مین

اگر بالفرض عبادت مذکورہ یعنی اطاعت وانقیاد مفقود ہو جاے تو یا تو بوجہ انقلاب
ماہیت وہ اُس نوع ہی سے نرہا یا یون کہو کہ یہ معلوم ہو گیا کہ پہلے اُس نوع سے
ہی نتہا اتحاد شکل وصورت اسصورتمین مثل اتحاد عرض عام و اشتراک عرض عام ہوگا
اور جب نوع انسانی نہین تو پھر کافر کو اعلے درجہ مین سمجھنا تو حیوان ہی کا کام ہی
نیچے ہی اُتارنا پڑیگا جس سے اولئک کالانعام کا مطابق عقل ہونا بھی ثابت ہو جائیگا
بالجملہ بوجہ اجتماع تساوی نوعی و تسفل صنفی دونون جہتین اکھٹی ہو گئین خود مختاری
بھی جسکا نتیجہ مالکیت ہی اور بے اختیاری بھی جسکا نتیجہ مملوکیت ہی اسلئے بیچ بیچ کی
بات نکل آئی سو من وجہ مالک اور من وجہ قابل ملک کہنا پڑیگا اور بیع کے بعد زوج
کی مالکیت اور اُسکی مملوکیت کا اقرار لازم ہوگا غرض نکاح مین مالکیت و مملوکیت ہوتی
ہی اجارہ نہین ہوتا مگر ہان کوئی کہی تو یہہ کہی کہ بیع ہوتی تو آتو ہن اجورہن لفرمانے
اور شوہر کو اختیار بیع و ہبہ و اجارہ ہوا اگر بالاسکا جواب یہہ ہی کہ لفظ اجر سے اگر اجارہ ہونا ثابت ہوتا
ہی تو لفظ اجر عظیم اور اجر کریم سے جو اہل ایمان کی شان مین وارد ہین یہہ بات ثابت
ہو جائیگی کہ خدا اور بندہ کے درمیان مین عقد اجارہ ہی اور معتزلہ وغیرہ قائلان
وجوب عدل و ضرورت اعطاء اجر سچے ہین اہل سنت جھوٹے ہین مگر مجھے ہنوز آپ سے ایسی
نے اعتقادی نہین کہ ائمہ فقہ کا اتباع چھوڑا تو ائمہ اعتقاد کا بھی اتباع اور اُن کی
تقلید بھی چھوڑ دینگے ورنہ اول اسی قصہ کو فیصل کرتا چلتا اور ممانعت بیع سے یہہ
لازم نہین کہ ملک نہو اگر یہی حدیث تفریق والدہ و ولد وغیرہ احادیث موقت ظاہر ہی کہ کبھی

ملک ہوتی ہے اور بیع ممنوع ہوتی ہے رہی یہ بات کہ یہ ممانعت کسدرجہ کی ہے آیا بیع
مفید ملک ہی نہوگی یا ہوگی مگر ملک خبیث ہوگی اسکی تحقیق ہرچند اِسوقت دشوار ہے
لیکن آپکی خاطر بھی عزیز ہے ننشئ وجہ حرمت تعدد ازدواج زوجہ کے حق میں ایکو قت
مین فقط یہ ہے کہ جب زوجہ حرث یعنی زمین پیداوار اولاد ٹھہری تو پھر اگر مزارع
متعدد ہونگے تو زرع ولد بھی مشترک ہوگی مگر گیہون وغیرہ پیداوار خاک کو تو بوجہ
تشابہ اجزا رنے کیٹے تقسیم کرسکتے ہین اولاد کو جو پیداوار زن ہے تقسیم کرینگے
تو کیونکر تقسیم کرینگے ایک بچہ ہوگا تو پارہ پارہ نہیں کرسکتے متعدد ہون تو بوجہ
اختلاف صورت وسیرت موازنہ متصور نہین پھر ارتفاع نزاع ہو تو کیونکر ہو اسصورت مین
اگر بیع کی اجازت ہو تو بحکم ملک جیسی آن سابق تک بائع کو اختیار تصرف جماع تھا
ایسی ہی آن لاحق مین مشتری کو اختیار تصرف جماع ہوگا اور اسوجہ سے احتمال اختلاط
نطفہ اور اشتراک فی الولد پیش ہوگا جس سے نہی بیع آپ ثابت ہوجائیگی القصہ بیع کو
لازم ہے کہ امکان قبضہ موجود ہو اور یہان قبضہ مشتری کی کوئی صورت نہین بائع کا
قبضہ اُٹھے تو مشتری کا قبضہ ہو مگر جبتک احتمال استقرار نطفہ بائع ہے تب تک خلو مبیع
وتسلیم کہان ہے جو قبضہ مشتری سمجھا جاوے اور جب قبضہ نہوگا تو افادہ ملک بھی متصور نہین
رہی حالت حیض ونفاس اُسوقت ممانعت جماع بائع کیطرف سے نہین اور حالت استبرا
کی ممانعت بوجہ بقاء ملک شوہر نہین کیونکہ بمقابلہ اہل اسلام کفار کا قبضہ بحکم آیہ
اولٰئک کالانعام بمنزلہ قبضہ انعام ہے فقط اپنی نسب کی حفاظت اور نسب غیر

کی صیانت ہی جسکے اتلاف اور اپنی طرف سے پھیر لینے کا اُسکو اختیار نہیں اگر اختیار ہی تو والد
اور ولد کے مالک بنجانیکا اختیار ہی اور یہی وجہ ہی کہ اور قسم کے تصرفات اور استخدام سے
ممانعت نہیں اگر وجوب استبرا و بوجہ بقاء ملک شوہر سابق ہوتا تو ملک یمین پیدا نہوتی
اور استخدام جائز نہوتا بالجملہ وجہ ممانعت بیع وغیرہ موانع خارجیہ ہیں عدم املاک نہیں علاوہ برین
عورت بدلالت حرث لکم متاع بحیثیت توالد مملوک ہو سکتی ہی جو فقط فرج و رحم سے متعلق ہی بحیثیت مجموع بضع جزء کالا مشتری
مملوک نہیں اور اسلئی بدن زوجہ فیما بین زوج و زوجہ مشترک ہوگا اور تسلیم مبیع
بے تسلیم جملہ بدن متصور نہیں اسصورت مین تصرف فی حق الغیر بے رضا غیر لازم آئیگا
اور اسوجہ سے اس بیع کو بوجہ لزوم نزاع بیع غرر بھی کہنا پڑیگا بالجملہ وجہ ممانعت بیع
عدم الملک نہین موانع خارجیہ ہیں اور یہی وجہ تھی جو ہبہ اور اجارہ بھی درست نہوا اور متعہ بھی حرام ہوا
گو ابتدا اسلام میں مثل جواز فطرات حالت مرض و سفر بوجہ ضرورت و رہدنیت تک جائز عرضی ہوا اور بعد ارتفاع ضرورت پھر
حرمت اصلی اسیطرح نکل آئی جیسے بعد زوال حرارت عرضی پانی کی برودت اصلی نکل آ
ہوجاتی ہی مگر یہ ہی تو قضاء قاضی یا کوئی اور سبب بھی موجب انتقال ملک شوہر کسی غیر
کیطرف نہیں ہو سکتا کیونکہ حاصل انتقال ملک بالبداہت یہ ہی کہ مالک ثانی مالک اول
کے قائم مقام ہو گیا سو یہ بات ممکن ہوتی تو بیع اور ہبہ اور اجارہ ہی نے کیا قصور
کیا تہا وہاں بھی یہی قائم مقامی ایک کی دوسری کی جا ہوتی ہی ملک اصل ہو یا ملک
منافع اسصورت میں زن منکوحہ در بارہ عدم امکان تملک غیر شوہر نظیر ابدان احرار
ہوگی وہاں بھی باوجود مملوکیت ابدان اور مالکیت ارواح جسکی تحقیق پہلے اپنی مسلوہ

بالا بالقطع شاہد ہین غیر ارواح متصرفہ کیطرف ملک ابدان منتقل نہین ہو سکتی بہانتک
بھی غیر شوہر کیطرف باوجود مالکیت شوہر و مملوکیت زن منکوحہ ملک شوہر غیر شوہر کیطرف
منتقل نہین ہو سکتی اگر ہو سکتی ہی تو پہر عورت کیطرف منتقل ہو سکتی ہی چنانچہ طلاق و موت
مین بھی ہوتا ہی وجہ دونو باتون کے متقارب بلکہ ایک ہی سی ہین چنانچہ ظاہر ہی
بالجملہ اسباب انتقال ملک بوجہ عدم قابلیت ملک غیران دونون موقعون مین بیکار رہتی ہین
اور کیون نہون ہر امر عارض کے لئے بالبداہت ایکطرف موصوف بالذات کی ضرورت ہی تو
دوسری طرف معروض قابل کی حاجت ہی یہی وجہ ہی کہ ارواح و اصوات وغیرہ مبصر نہین
ہو سکتی اور اشکال وغیرہ مسموع نہین ہو سکتی گو دیکھنے سننے والے کی آنکھہ اور کان کیسی ہی تیز کیون نہون
یہی وجہ ہی کہ قائلان نفاذ قضاء ظاہراً و باطناً زن منکوحہ کو مستثنے کرتے ہین چنانچہ درمختار مین اشارۃً اور
شامی مین صراحۃً یہ بات موجود ہی علی ہذا القیاس ہدایہ وغیرہ کتب فقہ مین اس تصریح
سے کہ قضاء قاضی فقط عقود و فسوخ مین نافذ ہوتی ہی زن منکوحہ اور احرار کو اس
قاعدہ سے مستثنی کر دیا ہی کوئی نسمجھے تو کیا کیجئے اوس کے فہم کا قصور ہی اونکا قصور نہین البتہ
زن غیر منکوحہ اور اموال باقیہ کی نسبت علمائے حنفیہ کا یہہ دعوی ہی کہ بوجہ قضائے قاضی
ملک مدعی مین آسکتی ہین بشرطیکہ قاضی باوجود علم حقیقۃ الحال دیدہ و دانستہ ظلماً
نہ دلوادے سو یہہ بات بشرط فہم و انصاف واجب التسلیم ہی شرح اس معما کی یہہ ہی کہ زن
غیر منکوحہ قبل نکاح اپنے بدن کی آپ مالک ہوتی ہی اور بعد نکاح وہ ملک بقدر مشار الیہ
شوہر کیطرف عائد ہو جاتی ہی اور اسوجہ سے یون کہہ سکتے ہین کہ جیسے نقود و عروض مین

بعد بیع و شراء ملک بائع و مشتری ایک دوسرے کیطرف منتقل ہو جاتی ہی اور اسوجہ
سے ایک دوسرے کے قائم مقام ہو جاتا ہی ایسے ہی شوہر دربارہ ملک بدن
زن قائم مقام زن ہوگیا مگر جب گنجایش تبدل ملک نکلی اور ایکدوسرے کی جا ایکدوسرے
کا قائم مقام ہونا ممکن ہوا تو درصورت قضائے قاضی یہہ بات ضرور تر ہی کیونکہ قاضی
بحیثیت قضا ادہر تو خدا کا نائب ادہر رعیت کا ولی نیابت و خلافت خداوندی
کے ثبوت کے لئے تو اوسکی حکومت ہی کافی ہے جسپر آیہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور نیز احادیث کثیرہ شاہد ہین مگر چونکہ حاکم وقت کی
حکومت بے نیابت و خلافت خداوندی متصور نہین اسوقت حکومت خلیفہ و قاضی
وغیرہ بالعرض ہو گی اور ظاہر ہے درصورتیکہ اوسکو حاکم بالعرض کہا تو پہر اوسکی حکومت
معارض ان الحکم للہ نہین ہو سکتی کیونکہ موصوف بالعرض درحقیقت موصوف ہی
نہین ہوتا موصوف حقیقی وہ واسطہ فی العروض ہی ہوا کرتا ہی باقی رہی ولایت اولی
تو اوسکی ثبوت کے لئی بہی حکومت کافی ہی کیونکہ حاصل ولایت بحیثیت ولایت بہی
تصرف بیع و شراء و نکاح و حفظ اموال ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ نہ استمزاج غیر اموال
غیر مین تصرف بیع و شراء و فسخ علی ہذا القیاس نکاح غیر نہ استمزاج غیر خود ایک
قسم کی حکومت ہی علاوہ برین جملہ فالسلطان ولی من لا ولی لہ حاکم کی ولایت
عامہ پر نص صریح ہی باقی خصوصیت من لا ولی لہ اس قسم کی ہی جیسی کہا کرتے ہین
جس کا کوئی والی و وارث نہین اوسکا خدا وارث ہی مگر ان اتنی بات ہی کہ قاضی

ظلم کری تو پہر درحقیقت اسوقت نہ نائب خدا ہی نہ ولی رعیت ہی کیونکہ جیسی حکام مجازی کی
نائبونکے ذمہ پابندی قانون سرکاری اور اولیاکے ذمہ شفقت ضرور ہی ورنہ پہر وہ نائب
وولی نہین بلکہ مخالف ومحرم و دشمن ہی ایسی ہی یہان بہی ضرور ہی مگر جیسی لاعلمی کیصورت مین
نواب حکام مجازی اور اولیار مخالف ومحرم و دشمن نہین سمجہی جاتے ایسی ہی یہان ہی
نہونگی مگر اسصورت مین بدلالت مقدمات سابقہ انکا حکم تہ تک کی خبر لیگا اور ظاہر سی باطن تک
اپنا کام کریگا کیونکہ اوروں کے ظلم سی نجات اوسکی حمایت کے بہروسی تہی جب ہی اور وہ
حامی ہوگیا تو پہر قبضہ غیر کا اُٹھانیوالا کون ہی جب جاعلیہ کا قبضہ غیر مستحکم موجب ملک ہوگیا
جسکے عدم استحکام پر اس سی زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ قاضی کے حکم کے آگے آگے ہولیتا
ہی تو قبضہ مدعی تو بوجہ تائید قضار قاضی وحمایت حاکم ایسا مستحکم ہی کہ اسکی اُٹھنی کی امید ہی
نہین وہ کیونکر موجب ملک نہوگا اور مال متنازع فیہ محل قابل غرض علت موجب ملک یعنی
قبضہ موجود علت قابلہ ملک یعنی محل قابل موجود اسکی ساتھ اتصال فاعل مفعول ہوچکا یعنی
قبضہ محل قابل تک متعدی ہوچکا جسکا حاصل یہہ ہی کہ مانع تعدی کوئی نہین اب بہی عدم
ملک مدعی مال متنازع فیہ پر نہو تو یون کہو علت تامہ کو لزوم معلول ضرور نہین ایسی
بات سوا آپکے اور کسی سی متوقع نہین ہان یہہ مسلم کہ طریق حصول ملک گناہ کبیرہ ہے
اسلیئی اسکا وبال سر پر رہیگا دنیا کی تکالیف جو بشہادت وما اصابکم من مصیبة فبما
کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر ایسی حاجونکو اکثر پیش آیا کرتی ہین انکی نوعیت وتحدید
تو پہلی ہی جاچکی رہی عذاب آخرت تو حدیث فانما اقطع لہ قطعة من النار اوکما قال مین بیان ہوچکا

اور یہ ہی حدیث ہو کہ جس کے بھروسے آپ یہ سمجھے ہوئے ہین کہ قضاء قاضی نافذ نہین ہو سکتی۔ کوئی آپ ہی پوچھے دربارہ عدم نفاذ قضاء یہ حدیث کدہر سے نص ہو گئی۔

اب گذارش یہ ہے کہ اس حدیث سے تو آپ کی کاربراری معلوم اور کوئی حدیث ہو تو لائیے اور دش نہین بیس لیجائیے پھر تا وقتیکہ آپ اس قسم کی آیت و حدیث نہ لائین بروے انصاف و قانون مناظرہ آپ کا اعتراض حنفیون پر وارد ہی نہین ہو سکتا بلکہ بحکم مقدمات مذکورہ جو بدیہی ہین یا کلام اللہ اور حدیث سے ماخوذ ہین اولٹا اُنہین کا اعتراض آپ کے ذمہ رہیگا اگر حوصلہ مدافعت ہو تو مقدمات مسطورہ کی نقیض قرآن اور حدیث سے ثابت فرمایئے اودھر ماخذ مقدمات کا ابطال کیجئے پھر دش نہین بیس لیجئے لیکن انصاف اور فہم سے کام کیجئے ورنہ نے تگی کی ٹھہرے گی تو یہہ یاد رہے کہ یہ علم ہم بھی پڑھے ہوئے ہین اس علم کے مبادی ہی مین آپکو اقصی تک پوہنچا دینگی اور جواب ترکی بہ ترکی کا مصداق خوب جتا دین گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نے تگی مین بوجہ زیادہ پڑتا ہی کو لھو کی مثل ضرور ملازمان حضور کے گوشگذار ہوئی ہوگی ان وجوہ سے اول ہی عرض کر دیا گیا ہی کہ اس سے احتراز اولیٰ ہے ورنہ گستاخی معاف ؛

دفعہ تاسع بدلالۃ ولا تنکحوا جو قبل آیہ تحریم واقع ہوا ہو نیز بدلالت وحلا

لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم یہہ بات ظاہر ہی کہ مورد تحریم آیۂ حرمت مین نکاح
ہی جماع نہین اور چونکہ نہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتی ہی تو نکاح کا محرمات سی منعقد
ہو سکنا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پھر نہی کس مصرف کے لئے اور کس مرض کی دوا ہوگی۔
علاوہ برین نکاح کی علۃ فاعلہ موجود علۃ قابلہ موجود تراضی ممکن پھر نکاح نہو سکنے کے
کیا معنی علۃ فاعلہ کا ثبوت تو اس سی زیادہ کیا کہ مرد قادر علی الجماع ہی اور علۃ قابلہ کا
ثبوت اس سی زیادہ اور کیا ہوگا کہ عورت محل پیداوار۔ مرد نہین جو اس توقع کی
گنجایش نہو غرض جو باتین اور عورتون سی متصور ہین یا اور مردون سی متصور ہین وہ
باتین مردونکو اپنی محارم سی متصور اور ظاہر ہی کہ اصل مقصود نکاح جو بدلالۃ نساؤکم
حرث لکم اولاد ہی باینوجہ کہ اتنی ہی بات پر موقوف ہی محارم سی بھی متوقع پھر ممانعت
ہوگی تو اصل نکاح ہی کی ہوگی اسلئی لا تنکحوا فرمایا لا تجامعوا یا لا تقربوا نفرمایا اور
باوجود امکان ارادہ معنی حقیقی معنی مجازی کا مراد لینا صریح نا انصافی ہی ہان اگر ضروریات
تحقیق نکاح جنکی تعین و تعداد پر ماہیت مقصود اصلی خود گواہ ہی ممکن الاجتماع نہوتی یا موجود ہی نہوتی تو
بجہ بھی ممکن تہا کہ بطور مشاکلت اس نکاح کو نکاح کہدیا ہو جیسی بیع مالیس عند البائع
یا بیع میتہ و دم کو جو مال شرعی نہین بوجہ مفقود ہونے مبیع کے جو ضروریات بیع مین
سی ہی حقیقی بیع نہین کہہ سکتی فقط بطور مشاکلت بیع کہدیتی ہین اور حاصل ممانعت
غرض بیع یعنی تصرف ہوتا ہی خود بیع نہین ہوتی بالجملہ بوجہ فراہمی تمام سامان بیع و شرا
جیسی وہ کشش ہو کہ بیع حقیقی سمجھتی ہین ایسی ہی نکاح محرمات کو بوجہ مذکور نکاح حقیقی سمجھتی ہین

یہ نہیں کہ مجازاً نکاح کہدیا واقع مین نکاح نہین ان جیسی بوجہ مفاسد معلومہ قتل اہل
ایمان کے ممانعت ہی اور قتل کفار کی ممانعت نہین کیونکہ وہان وہ مفاسد نہین حالانکہ
اطلاق قتل دونون جاہی بطور حقیقت موجود ہی ایسی ہی بوجہ بعض مفاسد نکاح محارم ممنوع
رہا اور نکاح اجنبیات جائز رہا گو باعتبار اصل اطلاق نکاح دونون جا حقیقی ہی مجازی
نہین لیکن نکاح حقیقی ہوگا تو آثار نکاح بھی ایسی طرح متفرع ہو جائینگے جیسی قتل حقیقی پر
آثار قتل متفرع ہوتے ہین یعنی جیسی درد والم وازہاق روح دونون جا برابر قتل جائز ہو یا
ناجائز ایسی ہی انتفاے زنا در صورت نکاح دونون جا برابر ہوگا نکاح جائز ہو یا ناجائز اور
انتفاے زنا ہوا تو پھر احکام زنا مثل اجراے حدود خواہ مخواہ منتفی ہونگے خاصکر جب یہ
دیکھا جاوے کہ منجملہ احکام زنا حدود والے شبہ سی بھی مندفع ہو جاتے ہین ہان
یہ بات مسلم کہ جیسے قتل ممنوع ہوتا ہی تو آثار قتل پر یعنی درد والم وازہاق روح پر اتنا
عذاب ہوتا ہی کہ کیا کہیے ایسی ہی نکاح ممنوع ہوگا تو آثار نکاح یعنی جماع وغیرہ پر اتنا
کچھ عذاب متفرع ہوگا کہ کیا کہیے غرض وہ جماع گو از قسم زنا نہو پر حرمت مین زنا سے
بڑھکر رہیگا کیونکہ غیر محارم سے زنا ہو تو بوجہ امکان نکاح جائز اوسکی حلت کی امید بھی ہی
اور خود نکاح ہی حرام ہو تو پھر اس فعل کی حلت کی کوئی صورت نہین علی ہذا القیاس صورت مرقومہ
واقعہ نامن مین جماع بوجہ حرمت طریق حصول ملک زنا سے بڑھکر رہیگا اور حلت کی کوئی صورت
نہوگی غایۃ ما فی الباب یہ ہو کہ حرمت وقاع زنا سے عام رہے سو یہ بات بطور منقول کیون
مسلم کہ جماع حالت حیض و نفاس مین حرام ہو اور زنا نہین اور اگر بطور [illegible] التعلیم

کہ آثار کا موثر سی عام ہونا معقولات مین مسلم ہی چنانچہ پہلے بھی گذر چکا۔ اب عرض حضرت
مبارک مین یہہ ہی کہ ہمنی تو بدلالت عقل و نقل محرمات کا نکاح ہونا اور اسوجہ سی اُسکا از
قسم زنا نہونا ثابت کر دیا اب آپ کسی ضعیف قوی دلیل عقلی نقلی سی اُسکا نکاح نہونا اور
اس سبب سے اُس جماع کا زنا ہونا جو بعد اس نکاح کے واقع ہو ثابت کیجئیگا ورد بس نہین
بس لیجئے پر اثبات و ثبوت ہو۔ ہزہی نے تکی زٹل ہو مگر اپنے خیال ناقص مین یہہ آتا ہی
کہ آپکو جواب تو کچھہ آئیگا پر اپنی خجالت اُتارنے کو میرے ذمہ بہانہ تحقیق انعقاد
نکاح تہمت جواز محرمات لگائیگا اور مین جانتا ہون یہی انداز آپ جواب دفعہ ثامن مین
اختیار فرمائینگی اور بہانہ حلت آثار نکاح آپ میرے ذمہ تہمت اجازت دست بردِ زنان
شوہر دار وغیرہ لگائینگے مگر یہہ یاد رہی کہ تہمت کا انجام برا ہوتا ہی آخرت کا مواخذہ دنیا کا
مناقشہ آخر ہم بھی آدمی ہین اگر خیال آگیا تو مبادا بدستاویز دوحرا سینہ سیتہ
مثلہا ہم بھی آپکی تشبیہ کے درپے ہون اور سوال خامس کے بہانہ سی آپکی ذمہ پر
اِسبات کی تہمت لگائین کہ آپکے مشرب کے موافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کا وجوب نہ رہے ؛

دفعہ عاشرہ آپ بجای تجدید وہ دردہ اگر درپے عدم تحدید ہین اور حجت
حدیث الماء طہور ہی اور وجہ احتجاج یہہ ہے کہ الف لام طبیعت یا الف لام استغراق
ہی تو قطع نظر اس سی کہ ہر دعوی کے لئی دلیل چاہئی یعنی کاہیسی معلوم ہوا کہ طبیعت کی
یا استغراق ہی [illegible] کا کیا جواب ہوگا کہ اسصورت میں حسب رای ظاہر پرستان یہہ لازم تہا

کہ پیشاب بھی پاک ہوتا کیونکہ وہ بھی اصل مین پانی ہی ہی اور لا یبولن احدکم فی الماء الدائم وغیرہ
احادیث اسکے معارض ہونگی اور ظاہر حال بوجہ توافق عمل در آمد زمان نبوت وصحابہ
اتفاق آراء و افہام انہیں کے ساتھ ہوگا جس سے انکی قوت مزید ہل من مزید ہو جاویگی
اور اگر بمقابلہ تحدید دہ در دہ آپ درپے تحدید قلتین ہین اور حدیث قلتین آپکی سند ہے تو اسکا
کیا جواب کہ وہ حدیث مضطرب ہی اور ظاہر ہی کہ اضطراب آیا تو پھر صحت فقرہ ہو ہی آپکی
شرط صحت کہان سے آئیگی جو آپ کا مطلب ثابت ہو۔ علاوہ برین حدیث لا یبولن احدکم
کا معارض درپیش کیونکہ اس سے صاف ظاہر ہی کہ پیشاب غیرہ کے پڑنے سے کوئی خرابی
آتی ہی جسکا یہہ بندوبست ہی سو وہ خرابی بجز نجاست اور کیا ہوگی غایۃ ما فی الباب
کہ دہ در دہ مین بوجہ عموم بلوہ بطور عفو عن النجاسۃ نہ بوجہ وجود طہارت اجازت
استعمال ہو جاے مگر مضمون لا یحمل الخبث اور لا ینجسہ بظاہر اسکے مخالف اور وہ انکے
مخالف کیونکہ یہان نفی نجاست مقصود ہی اور وہان وجود نجاست ثابت ادہر اسباب
پر توافق آراء عام و خاص کہ پانی وقوع نجاست سے نجاست قبول کرتا ہی اور زمانہ نبوت
وصحابہ کی کیفیت اسکو موید کیونکہ وہ بھی اسیطرف ناظر ہی کہ وقوع نجاست اپنا کام
کرتی ہی وہ اثر ظاہر ہو کہ نہو اسلئے دہ دہ تو قابل استدلال نہین اور حدیث لا یبولن
بوجہ احتیاط واجب العمل ہوئی کیونکہ ایسی مقامات مین بدلالت وجوب طہارت بعد
نوم یا حرمۃ اکل صید واقع فی الماء احتیاط واجب ہوتی ہی اب گذارش یہہ ہی کہ آپکے
پاس اگر کوئی سند ایسی ہو کہ حدیث الماء طہور مین جنسیت مراد ہی یا استغراق تو [illegible]

تو لائیے اور وہاں تک بدلے جتنا لیجائیے علیٰ ہذا القیاس اگر آپکے پاس کوئی روایت
غیر مضطرب ہو بمطلب پر ایسی مواقع میں عمل کرنے پر دلالت کرتی ہو تو لائیے اور دس
کی جگہہ میں لیجائیے رہی خفیہ اونکا عذر مطلوب ہے تو سنیئے اول تو بحکم انصاف ہنوز حنفیہ [illegible]
ذمہ جوابدہی لازم ہی نہیں جب آپ جواب مطلوب سے فارغ ہولینگے تب دیکھی جائیگی
مگر باینہمہ جواب پیشگی مطلوب ہے تو لیجئے حدیث اگر کار تو بوجہ مذکور در صورت طبیعت و استغراق
عمل سے معذور کیونکہ لے عہد اس حدیث میں کام نہیں چلتا چنانچہ سیاق وغیرہ
بھی شاہد ہیں اور عہد سے اس مقام میں کام نہیں نکلتا کیونکہ ثبوت عدم تحدید استغراق
و طبیعت پر موقوف ہے اور حدیث قلتین کو بوجہ اضطراب اس مقام میں حجت نہیں بنا سکتی
کیونکہ شرائط ادای فرائض کے لئے ایسی ہی حجت چاہئیے جیسی فرائض کے لئے ان فوق
آب قلیل و آب کثیر متفق علیہ اور اسپر یہہ مضمون منجملہ محسوسات ہے اسلئے رای مبتلی بہ
پر رکھنا زیادہ عمدہ نظر آیا کیونکہ ادای فرائض میں ہر جگہہ رای مبتلی بہ کام آتی ہے
ادای جہاد میں کافر و مومن کی تمیز ضرور ہے اور یہہ بات سب جانتے ہیں کہ یہہ بات مبتلی بہ
کی رای پر چھوڑی گئی ہے علیٰ ہذا القیاس اداے نماز جماعت میں امام کا مومن ہونا لازم
ہے اور اسکی تمیز سب جانتے ہیں کہ اسکی رای پر منحصر ہے ایسی ہی نکاح وغیرہ میں شوہر وغیرہ کا مومن ہونا
[illegible] وغیرہا کے حق میں فرض ہے اور ایمان کا پہچاننا سب جانتے ہیں کہ ایک رای
کی بات ہے کیونکہ اصل ایمان امر قلبی ہے الغرض مواقع کثیرہ میں اداے فرائض میں استعمال
رای [illegible] امام ابو حنیفہ نے جب یہہ دیکھا کہ رای مبتلی بہ اسباب میں حجت

کا ملہ ہی تو بنا چاری اُسیکی رای پر کہنا ضروری ہوا آب گذارش خدمتمین یہہ ہی
کہ اگر آپکے پاس کوئی ایسی دلیل ہو جس سی اسمقام مین مشاہدہ اور رای کا غیر معتبر
ہونا ثابت ہو تو لائیے اور دلیل کی جگہہ ہمیں لیجائیے رہا دہ درد وہ کوئی اصل مذہب نہین
ان کسیکی یہی رای ہو تو مضائقہ نہین سو اتفاق سی اکثر کی رای اسیطرف گئی اسلئے
یہی مشہور ہوگیا اور وہ عوام جو صاحب رای نہین ہوتے اُنکے لئے یہہ رای ایک تکیہ گاہ
نے حجت نظر آئی ورنہ اصل وہی ہی جو رای مین آئے

تمت بالخیر والحمد للہ علی ذلک

جواب تو ہو چکے التماس اور یاد داشت بھی سن لیجئے - ہمنے سنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ٹھکانے کی بات کہتا ہی تو آپ مضامین شعریہ کہکر ٹالدیتی ہین اور اس بہانے سی
جواب سی سبکدوش ہو جاتے ہین اگر یہی انداز مناظرہ ہی تو اس سی بہتر ہم تدبیر
عرض کرتے ہین آپ نے ٹکی ہانکا کرین واہیات جاہلانہ سمجھ کر آپ کے حریف
آپ چپ ہو رہین گے کیونکہ ع جواب جاہلان باشد خموشی - اور یہی وجہ ہے
جو یہہ ارشاد ہوا وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا اور غور سی دیکھی تو آپنے
پہلی ہی یہ انداز اختیار فرمایا ہی بھلا جس بات کے آپ اَور ون سی طالب ہین
اُور آپ سی طالب کیون نہونگے پھر آپ نے پہلے اپنے گھر کی خبر کیون نلی یہہ
نہ سمجھا کہ ہم اور ون سی حدیث صحیح نص صریح متفق علیہ کے طالب ہین اور ہم بھی
طالب ہونگی تو ہم کہان سی دینگی یہہ نئے ٹکی بات نہین تو اور کیا ہی

اول آپکو لازم تھا کہ مخاطب مشار الیہ کے لئے احادیث موصوفہ بوصف مذکورہ لائین اسوقت ہم سے اس قسم کی احادیث کی درخواست فرمادین اسلئے ہمتو اپنی احادیث کے مراتب کی تشریح کرنی بیجا سمجھی آپ کچھ کہینگے تو ہم بھی انشاء اللہ کچھ کرینگے مگر عند اللہ آپ جو کچھ کرین فہم و انصاف سے کرین تعصب کو چھوڑین اور اس نارسائی پر خود رائی سے منہ موڑین ورنہ مجھکو آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہ اندیشہ ہے کہ آپ متشابہات تک پہونچین اور ید اللہ فوق ایدیہم اور الرحمن علی العرش استوی کے بہروسے خدا کو نعوذ باللہ مجسم بتانے لگین اور بقیاس احادیث رفع و عدم رفع احادیث مختلفہ فی باب متعۃ النکاح کے یہ پرچار کرین کبھی یون ہوا تھا کبھی یون اسلئے کبھی یون کرلینا چاہئے کبھی یون ادہر عبد اللہ بن مسعود وغیرہ کا منکر تحریم ہونا حدیثو نمین مرقوم ہی اور مین جانتا ہون کہ آپ اپنا کام کر چلے کیونکہ ہرچند یہ بات بالخصوص آپ کی نسبت نہین سنی گئی پر یہ شہرت تو ایکمدت سے ہی کہ حضرات غیر مقلدین تجویز متعہ کے درپے ہین چونکہ آپ اُن سبکے امام ہین تو یہ کب ہو سکتا ہی کہ یہ شور اور پر ہی اوپر اوڑا ہو اور نیز یہ شور بھی ایکمدت سے ہی کہ بعض غیر مقلدین خدا کے ہاتھہ پانو کو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسے ہمارے تمہارے ہاتھہ پانون ہوتے ہین تامل ہی تو اتنا ہی کہ کاہے کے ہین چاندی کے یا سونے کے یا کہین اور کے۔ علی ہذا القیاس آپکی اس ظاہر پرستی اور خود رائی سے یہ بھی اندیشہ ہی کہ بہت سی احادیث کو معارض قرآن سمجھہ کر پایۂ اعتبار سے ساقط فرمائیں گے کیونکہ حدیث گو صحیح ہی کیون نہو پر کہین قرآن کو بھی پہونچتی ہی اگر حدیثون اور روایات تواریخ سے نسبت قرآن شریف کفار

کا ریب و تردد مین ہونا سمجہہ مین آتا ہی تو فرماتی ہین لا ریب فیہ فرماتی ہین جس سی بوجہ وقوع
نکرہ فی سیاق النفی بالکل ریب و تردد کا نہونا ثابت ہوتا ہی کسیکو لیکن کیون نہو مگر ہان آنکی
یہ کہنی کی گنجایش ہی کہ قرآن شریف مین ریب کی نفی ہی احادیث و تواریخ مین لقین لبطلان
قرآن کا مذکور ہی مگر اسکو کیا کیجی کہ بہت سی ضعفا کو تردد بہی ہوا دوسرے نفی لا ریب ایسی ہی
جیسی نہی لا تقل لہما اف جیسی اُس سی بدلالۃ النص ضرب وغیرہ کی نہی نکلتی ہی ایسی ہی لا ریب
سی لقین لبطلان کی نفی نکلتی ہی بہر حال لا ریب فیہ آپکی نگاہ ہو نہین اکثر احادیث
و تواریخ بلکہ مشاہدات کی نسبت موجب ریب ہوگا آگے فرماتی ہین ہدی للمتقین

لام اختصاص اسجانب مشیر ہی کہ فاسقونکو ہدایت ہونہ کافرونکو پہر تیسیر ان اللہ لا یہدی
القوم الکافرین اسکی موافق بلکہ اس مضمون مین اُس سی بڑہکر اور اگر احادیث صحیحہ اور تواریخ معتبرہ
اور اخبار متواترہ ہدایت کفار و فساق پر شاہد ہوسد بوجہ مخالفت مشار الیہ بمقابلہ قرآن وہ
احادیث و اخبار کاہی کو مقبول ہونگی بلکہ مثل مذہب ہنود کہ غیر ونکی ہنود ہونی کی امید ہی
نہین قطع امید ہدایۃ کی ہدایۃ ہوگی اور مقابلہ اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوہکم
وہ احادیث جنسی ایک وضو سی کئی نماز ونکا ادا کر لینا ثابت ہوتا ہی کیونکر مقبول ہونگی
اور حدیث ان المومن لا ینجس انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس کے بعد نے اسکی
کیونکر لائق قبول ہوگی کہ اہل بیت جنمین بدلالۃ لفظ اہل بیت خود حضرت رسول اللہ صلعم
بہی داخل ہین چہ جائیکہ اور کاملان وقت زمرہ اہل ایمان کسی نعوذ باللہ خارج ہین
اور مقابلہ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ احادیث والہ مغفرت کفار بہ جوابہ معین

پہلے مشرک تھے کیونکر پایۂ اعتبار کو پہنچیں گے بلکہ مشرک کی مغفرت کی امید ہی منقطع کیجائیگی
گو تائب کر دلی ہی کیوں نہو جاوی اور پہر اسوجہ سے بعد ضم ضمیمہ جعلا لہ شرکاء عجب نہیں
حضرت آدم علیہ السلام کی مغفرت مین بہی تامل ہو اور بمقابلہ وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا
ان احادیث کی آپ کا ہے کو سنیں گے جن سے لا الہ الا اللہ کہنے والونکی مغفرت نکلتی ہی
اور بمقابلہ آیہ لَا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ احادیث شفاعت کس شمار مین ہونگی اور نہ
بمقابلہ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ حدیث اخبار تسعہ ازواج مطہرات ساقط الاعتبار ہونگی یا
نعوذ باللہ دشمنان نبوی صلعم کو مرتکب کبیرہ شنیعہ و مصر علی الکبیرہ اور جاہر بالکبیرہ
فرمائینگے اور بمقابلہ يُوصِيكُمُ اللَّهُ حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نورث مثل شیعہ دیوار
مار یجائیگی اور بمقابلہ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي حدیث رجم کی کیا شنوائی ہوگی اور بمقابلہ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا اوس حدیث
کو آپ کیا سمجہینگے جس سے بحالت امن منیٰ مین باوجود مجمع کثیر رفقاء رسول اللہ صلعم کا
قصر کرنا ثابت ہوتا ہی۔ سردست انہیں دلائل گیارہ پر اکتفا کرتا ہون تاکہ لعشر باعشر
ہوجاوے اور لَدَيْنَا مَزِيدٌ کی دہمکی اور بڑہجاوی آپ اور کچہہ رقم فرمائینگے تو ہم بہی اور
کچہہ نذر عرض خدمت کے لئے لائینگے والسلام علی من اتبع الہدیٰ وآخر دعوٰنا
ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

تم بالخیر

ضمیمہ

حضرت سلامت اشتہار ثالث کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اب آپکو فکر
انجام ہوا ہی اورون کے ذمہ الزام رکھکر الزامون سے نہ بچئیے ایسا نہو کوئی یون کہے
ع دل کی دل ہی مین رہی بات نہونے پائی ۔ ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی
۔ لفظ لامذہب اتنا برا نہیں جتنا طعنہ گریز جا لگتا ہی اگر قصاص ہی لینا تھا تو
مواخذہ کر لینا تہا اِس زیادتی کا وبال فرمائیے کسکی گردن پر رہا اتنی بات پر مشتاقون سے
دامن چھڑانا چاہئیے ہمتو اِس قصور ہی سے بری ہین پر جس کسی نے کہا شاید لغوی
مفہوم تک ہی انکا ذہن رہا ہو خیالی عرف تک پونہچا ہو تسپر بھی آپکی خاطر ہمارا یہہ قول
ہی کہ جسکسی نے یہہ کہا بہت بیجا کیا پر یہہ تو فرمائیے حضور سند کا طلب کرنا کیون بیجا
ہوا اگر آپ صور مندرجہ اشتہار مین کوئی مذہب کہتے ہین تو طلب سند کیون بیجا ہی نہیں تو
لامذہب کہنا کیا بیجا ہی اور اگر بغرض مکافات جہر آمین اخفاء مذہب مقصود ہی تو بات
ایک بات ہی پر یہہ عذر معقول ہان کار آمد ہی جہان الزام مقصود ہو ہم تو جہان مانگتے
ہین مبنی اعتراض کی سند مانگتے ہین اور یہہ وہ بات ہی جسکے بروی عقل آپ مہرکش ہین
علاوہ برین آپکے اشتہار دوئیم مین وعدہ بھی موجود ہی مگر ہان آپنے کچھ بیدہ مذہب شافعی
کہ منتخبہ مین یہہ ہی اور توضیح مین یہہ ہی اگر یہہ ارشاد بطور الزام ہی اور لاکلام یہی ہی تو یہہ تو
فرمائیے کہ یہہ تقلید کونسی آیہ وحدیث سے ثابت ہی اور اگر بغرض الزام ہی تو تحفہ
اور توضیح کی تقلید کی نسبت ہمارا کونسا اقرارنامہ موجود ہی [illegible]

بھی انکار نہیں پر سند التزام بروی انصاف آپ پر واجب الادا ہے مگر آپکی اس چال سے یہہ خیال ہوتا ہی کہ شاید آپ اور کوئی پلٹی کہائیں اور یہہ پیام و سلام رائگان جائیں اسلئے حسرۂ آیندہ کے لئے بطور مثل پیشگی یہہ شعر پڑھے دیتا ہوں شعر

عاشق ہوئی ہیں یار ہم کس امید پر ٭ جز آہ نارسا کوئی سامان بھی نہیں

باقی آپکا یہہ ارشاد کہ گفتگو کرونگا تو عالم مشہور سی کرونگا خدا جانے کس بنا پر ہی شاید آپنے اپنی اس شہرت غیر مقبول پر جسکا سبب اہتمام ترک تقلید ہی دہوکہا یا ورنہ یہہ تو آپ بھی جانتی ہونگے کہ کمال علمی میں آپ مشہور نہیں پھر آپکو اس سے کیا مطلب کہ مقابل ہو تو کوئی بڑا ہی ہو۔ قبلہ مشاہیر علما کو تو آپ سی گفتگو کرنی میں عار کا ہونا لازم ہی۔ اب تو آپ ہم ہی جیسوں پر قناعت فرمائیں اور کچھہ ہنر ہو تو دکہلائیے اور یہی کچھہ نہیں تو ہماری سب باتوں کا جواب دیجئے اور یہہ بھی ارشاد کیجئے کہ یہہ صورت کذائی نماز کون سی حدیث یا آیہ سی ثابت ہی۔

جب آپ اس امر ضروری کے اثبات سی فارغ ہولینگے تو پہر ہم اور کچھہ پوچھینگے

والسلام علی من اتبع الہدی

اشتہار

مین مولوی عبد العزیز صاحب و مولوی محمد صاحب و مولوی اسمٰعیل صاحب ساکنان بلدۂ [illegible] اور جو اونکے ساتھ طالب العلم ہین جیسے میان غلام محمد صاحب ہشیارپوری و میان نظام الدین صاحب و میان عبد الرحمن صاحب یعنی جملہ حنفیان پنجاب و ہندوستان کو بطور اشتہار وعدہ دیتا ہون کہ اگر ان لوگون سے کوئی صاحب مسائل ذیل مین کوئی آیت قرآن یا حدیث صحیح جسکی صحت مین کسیکو کلام نہو اور وہ اس مسئلہ مین جسکے لیے پیش کیجائے نص صریح قطعی الدلالۃ پیش کرین تو فی آیت و فی حدیث یعنی ہر آیت و حدیث کے بدلے دس روپیہ بطور انعام کے دونگا

اولاً رفع یدین نکرنا آنحضرت صلعم کا بوقت رکوع جانے اور رکوع سے سر اوٹھانے کے + ثانیاً آنحضرت صلعم کا نماز مین خفیہ آمین کہنا + ثالثاً آنحضرت صلعم کا نماز مین زیر ناف ہاتھ باندھنا + رابعاً آنحضرت صلعم کا مقتدیون کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کرنا + خامساً آنحضرت صلعم یا باری تعالیٰ کا کسی شخص پر کسی امام کی ائمہ اربعہ سے تقلید کو واجب کرنا + سادساً ظہر کا وقت دوسرے مثل کے اخیر تک باقی رہنا + سابعاً عام مسلمانون کا ایمان اور پیغمبرون اور جبرئیل کا مساوی ہونا + ثامناً قضا کا ظاہراً و باطناً نافذ ہونا + تشریح مثلاً کسی شخص نے ناحق کسیکی جورو کا دعوی کیا ہو کہ یہ میری جورو ہی اور قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے قضا جیت لے اور وہ عورت اوسکو مل جائے تو وہ عورت بسبب ظاہر بھی اوسکی بی بی ہو اور اوس سے صحبت کرنا بھی اوسکو حلال ہو + تاسعاً شخص [illegible] جیسے ماں بیٹی بہن کے نکاح

عمر کے ادس سے صحبت کرے تو اوسپر حد شرعی جو قرآن یا حدیث مین وارد ہے نہ لانا + عشرہ
تحدید آب کثیر جو وقوع نجاست سے پلید نہووے درست کرنا + **تنبیہ** ان مسائل کی
احادیث کے تلاش کرنے کیواسطے مین ان صاحبونکو اسقدر مہلت دیتا ہون جسقدر یہ چاہین زیادہ مہلت
مین اونکو بھی گنجایش ہر کہ اپنے اور مذہبی بہائیون سے مدد لین + **المشتہر**

ابو سعید محمد حسین لاہوری

محمد حسین ابو سعید

اظہار

چون نداری کمال فضل آن بہ + کہ زبان در دہان نگہداری + آدمی را زبان فضیح کند +
جوز بے مغز را سبکساری + جب اس مولوی مشتہر ابو سعید محمد حسین لاہوری لا مذہب نے یہ اشتہار واسطے
اغوا و تضلیل عوام کالانعام کے شائع کیا اہل علم و فراست کے نزدیک اونکا مبلغ علم و کمال ایمان اور
افترا پردازی اور کذب ظاہر ہوگیا بحکم آنکہ ہر کہ با دانا تجربہ خود جدل کند تا بدانند کہ دانا ست بدانند کہ
نادانست اور اکثر علمانے خاموشی کو اختیار کیا الحق چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ
پاکان برد + سو کوئی ایسا صاحب مشتہر جنکو احادیث صحاح ستہ بلکہ مشکوۃ کی بھی خبر نہین اور امام الائمہ امام اعظم
علیہ الرحمہ پر طعن و اعتراض بیجا نہ بیجا تے چھوٹا منہ بڑی بات کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ
إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا فی الحال انکے جواب مین اسیقدر کافی ہر کہ یہ مسائل عشرہ مستفسرہ اگر آپکے
نزدیک حق و صحیح نہین تو مسائل خلاف و ضد انکے کوسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی صحیح متفق علیہ
نص صریح لا [illegible] ثابت فرما دیجیے اور عوض ہر آیت و حدیث کے بیس روپیہ انعام مین لیجیے

دور مسئلہ مین طلاق متفرق کا جو ایک طہر مین زن مدخول بہا کو دی جاوین ایک طلاق ٹھہرانا
جسکے آپ قائل ہین غرض ان مین اس ایک ہی مسئلہ کو کسی حدیث صحیح متفق علیہ نص صریح قطعی الدلالۃ
سے ثابت فرمایئے اور دس روپیہ کی جا سو روپیہ لیجیے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار
التی وقودها الناس والحجارۃ اپنا مذہب ان مسائل فروعیہ مین بتاوین اور اوسکو ایسی سند مذکورہ سے
ثابت کرین ورنہ بار دیگر ایسا کلمہ زبان پر نہ لاوین کچھ تو شرماوین دوسرے آپ تو نصوص قطعی الدلالۃ
طلب ہی کرتے ہین اور اپنی کچھ خبر نہین مولوی صاحب مشتہر اس اشتہار کا شمس فی نصف النہار ظاہر ہے کہ مشتہر کو
احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے بھی مطلق خبر نہین یا اوسکی صحت و حدیث ہونے سے انکار ہے
اور آیات قرآنی کی تاویل کرتے ہونگے۔ اس جا پر مجکو ایک حکایت جو انکے کمال فطانت و
ادب کی دلیل ہے یاد آئی واسطے نشاط خاطر ناظرین مرقوم ہے اگرچہ یہ مشتہر مع اپنے اوستاد
نامی گرامی مولوی سید نذیر حسین صاحب کے کانپور مین برکان جناب فیض مولوی سید امداد العلی خان
صاحب تشریف فرما تھے اور اوسی زمانے مین رسالہ عدم جواز نماز در ریل بحالت روانگی مصنفہ
جناب مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم مطبع نظامی مین چھپنے کو آیا تھا صاحب مطبع نے رسالہ مذکورہ
مولوی سید نذیر حسین صاحب ممدوح کی خدمت مین بھیجدیا اور بعجز تمام عرض کیا کہ یہ مسئلہ دینی ہے اگر
جو کچھ خلاف ہو ہدایت کیجیے جناب ممدوح نے وہ رسالہ واپس کیا اور فرمایا کہ ہمنے اسکا رد تحریر
کیا ہے صاحب مطبع کو تعجب ہوا اور وقت شب حاضر خدمت ہوکے عرض کیا کہ حضور نے دربارہ رسالہ نماز
در ریل کیا ارشاد کیا ہنوز وہ مجیب ہوئے تھے کہ یہ مشتہر بے تکلف بے ادبانہ جواب دہ ہوئے
صاحب کیا فرماوین اونہون نے اس رسالہ کے ایک ایک حرف کا رد لکھا ہے [illegible]

فوراً دست بستہ عرض کیا کہ جناب والا اوس رسالہ مین تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی غلط مرقوم ہے جناب
مولوی صاحب نے اوسکا کیا رد لکھا ہے بس یہ سنکر اونکے حواس گم ہوگئے اور کچھ جواب نہ بنسکے جناب
ڈپٹی صاحب ممدوح نے فرمایا صاحبزادے کیون ایسی بات فضول نے تامل کہتے ہو کہ ایک عالم
سے بند ہو جاتے ہو خجالت اوٹھاتے ہو فقط بس مقام غور ہے اگر اس مشتہر کو گلستان شیخ سعدی
بھی یاد ہوتی تو ایسی فضول گوئی نکرتے ع مزن بے تامل بگفتار دم ۞ نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم ۞
بنطق آدمی بہتر است از دواب ۞ دواب از تو بہ گر نگوئی صواب ۞ الغرض اس اشتہار سے
اونکو اپنی تشہیر مقصود تھی بعونہ تعالی وہ بخوبی تمام ہوگئی واسطے اطلاع عوام اہل اسلام کے مجمل جواب
اشتہار در شمہ حال مشتہر تحریر ہوا کہ ایسی خودرای اہل ہوا کے صحبت سے احتراز فرماوین اور ہرگز
اونکے قول و فعل پر اعتماد نکرین اور اونکے دام تزویر مین نہ پھنسین کہ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہین
ع ز جاہل گریزندہ چون تیر باش ۞ وما علینا الا البلاغ المبین واللہ ہو الموفق والمعین ۞

الراقم
خیرخواہ مسلمین ناصر الدین

خاتمة الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ یہ عجالہ نافعہ ہدایت مقالہ رسالہ موسومہ بہ ادلہ کاملہ بجواب اشتہار عشرہ سوال
مولوی محمد حسین لامذہب لاہوری مع اصل اشتہار و مختصر جواب سوم باظہار مطبع نظامی
واقع کانپور مین عشرہ آخر رمضان مبارک ۱۲۹۰ ہجری کو باہتمام امید وار رحمت ایزد سبحان
محمد [illegible] احمد جعفری کے مطبوع طبائع خاص و عام و باعث ہدایت اہل اسلام ہوا۔